ترکی میں اسلامی بیداری کے آثار

(حافظ محمد اقبال رنگونی)

گزشتہ دنوں ترکی میں سیاسی اکھاڑ پچھاڑ کے نتیجہ میں ایک نئی مخلوط حکومت کا قیام عمل میں آیا ہے جس کی رو سے اسلامی رفاہ پارٹی کے سربراہ نجم الدین اربکان وزیر اعظم اور سابق خاتون وزیر اعظم تانسو چلر نائب وزیر اعظم بنے ہیں ان دونوں نے اپنے اپنے عہدے کا حلف اٹھالیا ہے اور ترکی کے صدر سلیمان ڈیمرل نے اس مخلوط حکومت سے کامیابی کی توقعات ظاہر کی ہیں

وزیر اعظم جناب اربکان اسلامی رفاہ پارٹی سے وابستہ ہیں وہ اور انکی جماعت اسلام پسند جماعت کے نام سے پہچانی جاتی ہے اس جماعت کا نعرہ اسلامی روایات کا احترام اور اسے عملی طور پر ملک میں نافذ کرنا ہے ۔ انہوں نے اپنے مختلف بیانات میں اسکا کھلا اظہار بھی کیا ہے ۔ اسکے برعکس تانسو چلر سیکولر ازم کی دعویدار ہیں اور مغربیت پسند ہیں گو کہ انہوں نے اپنی پارٹی کا نام (ٹروتھ پارٹی) صراط مستقیم رکھا ہے لیکن درحقیقت وہ صراط مستقیم سے ہٹی ہوئی ایک جماعت ہے بظاہر وہ دعوی کرتے ہیں کہ ہماری جماعت صراط مستقیم پر چل رہی ہے مگر حق یہ ہے کہ انکا صراط مستقیم سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ صرف دھوکہ دینے کیلئے یہ نام استعمال کیا جارہا ہے اور گزشتہ کئی سالوں سے یہ جماعت (سیکولر اور مغربیت پسند) ترکی پر قابض ہے اگر کسی وقت انکی حکومت کمزور ہوتی ہے تو دوسری سیکولر جماعتیں اختلاف کے باوجود انکا بھرپور ساتھ دیتی ہیں تاکہ ترکی میں اسلامی پارٹی کا راستہ روکا جاسکے اور وہ اونچے منصب پر فائز نہ ہوجائے ۔ دسمبر میں ہوئے عام انتخابات میں یہی کچھ ہوا مگر انکا یہ اتحاد زیادہ دیر نہ چل سکا اور یہ حکومت بھی ٹوٹ گئی اب مختلف قسم کی جماعتوں پر مشتمل ایک مخلوط حکومت بنی ہے جس میں بہرحال اسلامی پارٹی کو اہم عہدہ ملا ہے اور اسکے سربراہ نجم الدین اربکان وزیر اعظم کے عہدے پر فائز ہوئے ہیں

ترکی کی تاریخ جہاں بڑی شاندار ہے وہاں عبرتناک بھی ہے ۔ آج سے ایک صدی قبل ترک مسلمانوں کی سب سے بڑی سیاسی قوت تھے ۔ خلافت عثمانیہ کا آخری تارا یہیں چمک رہا تھا اور اسکی ہلکی ہلکی روشنی دوسرے اسلامی ممالک کو روشن رکھے ہوئے تھی ۔ ترکی کے اتار چڑھاو سے عالم اسلام متاثر ہوتا تھا اسکی قوت عالم اسلام کی قوت سمجھی جاتی تھی اور اسکا ضعف عالم اسلام کا ضعف تھا ۔ اس وقت اعدائے اسلام قوتوں کی سب سے بڑی کوشش یہی رہی کہ جس طرح بھی بن پڑے ترکی کو عالم اسلام کی قیادت سے محروم کردیا جائے اور مسلمانوں کی قیادت کا کام ان سے چھین لیا جائے ۔ جب ترکی سے اسلامی قیادت کا خاتمہ ہوجائے گا لازما دوسرے ممالک بھی اس سے متاثر ہونگے اور انکی اپنی قوت منتشر ہوجائے گی اور اگر ترک سیاسی طور پر عالم اسلام کا قائد بنا رہا اور عالم

اسلام کی قیادت اسی کے ہاتھ رہی تو خطرہ ہے کہ آئندہ چل کر یورپ کی سیاسی قوت پر اسکا گہرا اثر پڑے گا اور پھر یورپی حکمراں اپنے مقصد میں کبھی کامیاب نہ ہوپائیں گے۔

اسلام دشمن قوتوں نے اپنی اس سازش کو کامیاب کرانے کیلئے ترکوں اور عربوں کے درمیان منافرت کو خوب ہوا دی اور تفرق وتشتت کے ایسے زہریلے کانٹے بچھائے کہ ایک ایک اسلامی ملک اس سے زخمی ہوتا گیا اختلافات وانتشار کی ایک ایسی آگ بھڑکائی گئی کہ اس میں ہر ایک جلنے پر مجبور کردیا گیا۔ یہ مسلمانوں کی بدقسمتی تھی کہ اسلام دشمن سازش اپنی جگہ کامیاب ہوگئی اور یورپ کے مرد بیمار کی زندگی کا چراغ گل ہوکر رہا۔ اسکے نتیجہ میں آس پاس کے علاقے مسلمانوں کے نکلتے گئے۔ وقت کے قافلے کو کشاں کشاں اپنی منزل کی طرف لے جانے والا پھر ہمیشہ کیلئے تنہا ہوکر رہ گیا۔

ترکی کے سیاسی زوال سے برصغیر کے مسلمان بھی تڑپ اٹھے وہاں کے مسلمان قائدین اور اہل درد نے اپنی ساری محنت اس بات پر صرف کردی کہ ترکی کی حفاظت کی جائے اور اعدائے اسلام قوتوں کے منصوبے کو کمزور کرنے کی ہر ممکن راہ اختیار کی جائے چنانچہ اکابر ہند نے خلافت کی بقاء کیلئے تحریک خلافت اٹھائی ترکی کی حمایت کا کھلا اعلان کیا اور مسلمانوں کے درمیان پائی جانے والی نفرت کی دیوار گرانے کیلئے اپنی تگ ودو جاری رکھی۔

افسوس تو یہ ہے کہ انہی دنوں جہاں مرزا غلام احمد قادیانی کے جانشین کھل کر ترکی کے خلاف ہوگئے اور بات بات پر انگریزوں کو حریت پسند اور صداقت شعار قرار دیتے ہوئے ترکی کو انگریزی عملداری میں دینے کی خواہش کرنے لگے تو وہیں کچھ ناعاقبت اندیشوں نے اسلام دشمن قوتوں کے اس منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کیلئے دن رات ایک کردیا تھا۔ رسائل اور پمفلٹوں کے ذریعہ برصغیر کے مسلمانوں سے کہا گیا کہ ترک خلافت کے شرعا اہل نہیں ہیں ان سے قیادت کا تاج چھین لینے کو اسلام کی خدمت کہا گیا۔ جو حضرات ان دنوں خلافت عثمانیہ کو بچانے اور ترکی کی سیاسی قوت کو بحال کرنے کیلئے میدان عمل میں اترے تھے انہیں طرح طرح کے فتووں کا نشانہ بنایا گیا اور برصغیر کے مسلمانوں کو ان سے دور رہنے کی کوشش کی گئی تاکہ برصغیر کے مسلمان ترکوں کی حمایت میں کہیں باہر نہ نکل پڑیں اور انگریزوں کی مخالفت کا طوفان نہ اٹھنے پائے

برصغیر کے مسلم رہنماؤں نے اپنی کوشش جاری رکھی قید وبند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں اور طرح طرح کے مصائب وآلام سے بھی دوچار ہوئے تاہم جو ہونا تھا وہ ہوکر رہا۔ **وکان امر الله قدرا مقدورا** اسلام دشمن سازش کامیاب ہوئی ترکی میں خلافت کا خاتمہ ہوا اب اسے ایک جمہوری سلطنت قرار دیا گیا۔ پھر اسی ترکی میں (جہاں خلافت عثمانیہ تھی اور جس نے عالم اسلام کو سہارا دے رکھا تھا) سیکولرازم کو خوب عروج بخشا گیا۔ سیکولر اور جمہوریت کے نام پر اسلامی شعائر اور اسلامی اقدار کو مٹانے اور پامال کرنے کی ہر راہ اختیار کی گئی۔ مغرب اور مغربی تہذیب کو پروان چڑھایا گیا اور وقت آیا کہ ترکی کے صدر مصطفیٰ کمال (جسے قوم نے اتاترک کا خطاب دیا تھا) نے مسلمانوں

کے خالص دینی شعائر پر پابندیاں عائد کردیں اس نے اعلان کیا کہ
مذہب اور حکومت دونوں علیحدہ ہیں یعنی سرکاری طور پر یہ بات کہدی گئی کہ ترکی کا سرکاری مذہب اسلام نہیں ہے ۔ عورتوں کو برقع پہننے سے قانونا روک دیا گیا مغربی لباس ہر ترک کیلئے لازمی قرار دیا گیا ۔ قرآن مجید کو عربی رسم الخط کے بجائے لاطینی رسم الخط میں لکھنے کا حکم صادر ہوا ۔ عربی زبان میں اسلامی تعلیم کو جرم سمجھا گیا لوگوں کو ٹوپی کے بجائے انگریزی طرز کی ہیٹ پہننے کی ترغیب دی جانے لگی ۔ غرضیکہ نے اتاترک نے ترکی کو پوری طرح مغربی رنگ میں رنگنے کی کوششیں شروع کردیں مرد اور عورتیں مغربی لباس میں ملبوس نظر آنے لگے اسلامی شعائر کی کھلے عام مخالفت ہونے لگی شراب کا رواج عام ہوا مغربی طرز زندگی کا ہر طرف دور دورہ ہوا ۔ دسمبر ۱۹۸۶ء میں راقم الحروف کو کچھ دیر کیلئے استنبول کے ایر پورٹ پر ٹھہرنے کا موقع ملا تھا وہاں جو کچھ دیکھا اس سے یہی تاثر ابھرا کہ یہ شائد ایک مغربی ملک ہے ہر طرف شراب کی دکانیں تھیں جہاں کھلے عام شراب فروخت بھی ہورہی تھی اور پی بھی جارہی تھی اس منظر کو دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ ایک اسلامی ملک ہے یا یہ کہ یہاں کبھی اسلام کا پرچم لہرایا ہو
--- چاک کردی ترک ناداں نے خلافت کی قبا --- سادگی اپنوں کی دیکھ اوروں کی عیاری بھی دیکھ
ترکی میں اسلامی شعائر اور اسلامیات پر عائد کی جانے والی یہ سخت پابندیاں تو آہستہ آہستہ ختم ہوگئیں تاہم ابھی تک ملک کے پورے نظام پر مغربی چھاپ موجود رہی ۔ سیکولرازم اور مغربیت نت نئے انداز میں اپنا زہر گھولتی رہی اسی مغربیت پسندی کا نتیجہ ہے کہ ترکی میں ایک خاتون کو وزارت عظمیٰ کے عہدے پر لانے میں کوئی عار محسوس نہ کی گئی
ستر سال سے زائد اس سیکولر نظام اور مغربیت سے گو ملک کا ایک وسیع حلقہ متاثر ہے تاہم اس سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ گزشتہ دو عشروں سے سیکولرازم کا بت ٹوٹ رہا ہے ۔ ترکی میں موجود دینی حلقے اپنا اپنا کام کررہے ہیں اور اسلامی روایات کی بحالی کیلئے مسلسل جدوجہد ہورہی ہے ۔ علماء کرام اپنے حلقوں میں اسلامی تعلیم کو عام کرنے کا فریضہ انجام دے رہے ہیں صوفیا کرام کے حلقہ ارادت بھی وسیع ہوتے جارہے ہیں ۔ ترکی سے آنے والے احباب بتلاتے ہیں کہ علماء اور صوفیاء کرام کی دن رات کی مخلصانہ کوششیں رنگ لارہی ہیں اور انکی محنت کے اثرات نمایاں دکھائی دینے لگے ہیں ۔ سیاسی طور پر اگر کوئی جماعت اسلام کے حوالے سے اپنا تعارف کراتی ہے اور اسلامی روایات اور اسلامی اقدار کی بحالی کیلئے آواز اٹھاتی ہے تو وہ جناب نجم الدین اربکان اور انکی پارٹی ہے جو اس محاذ پر کئی سالوں سے ڈٹی ہوئی ہے اور کھل کر میدان میں آئی ہوئی ہے جناب اربکان ترکی مین اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور اسلامی بیداری کیلئے جو جدوجہد کررہے ہین وہ کسی سے مخفی نہیں آج سے دس بارہ سال انہیں اس الزام کی تحت جیل میں بھی ڈالدیا گیا تھا کہ وہ ترکی میں اسلامی حکومت قائم کرنے کی کوشش کررہے ہیں انہیں آٹھ ماہ قیدوبند کی صعوبتیں بھی برداشت کرنی پڑی لیکن موصوف ترکی میں اسلامی اقدار کی بحالی کی کوشش سے پیچھے نہیں ہٹے ۔ دوسال

قبل بلدیاتی انتخابات کے دوران بھی اسی عنوان سے اپنی مہم اٹھائی اور انکی جماعت نے ان انتخابات میں نمایاں کامیابی بھی حاصل کی تھی - اسی طرح موصوف نے گزشتہ دسمبر کے عام انتخابات میں بھی اسلام کے حوالے سے اپنے آپ کو متعارف کرایا اور کھل کر سیکولرازم اور مغرب کی پالیسیوں کو تنقید کا نشانہ بنایا - اقوام متحدہ کو آڑے ہاتھوں لیا اور عالم اسلام کو پھر سے ایک جگہ متحد ہونے اور اپنا ایک الگ نظام (اسلامی نظام) بنانے پر زور دیا - روزنامہ جنگ لندن میں موصوف کا یہ بیان آپ کی نظر سے ضرور گذرا ہوگا کہ

مسلمانوں کی علیحدہ اقوام متحدہ ہونی چاہئے - دنیا کے استعماری فتنوں اور مسلمانوں کو درپیش چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کیلئے ضروری ہے کہ مسلمانوں کی اپنی اقوام متحدہ - مشترکہ فوج اور مشترکہ منڈی ہو - یورپ والے اگر نیٹو بناسکتے ہیں تو مسلمان ایسا کیوں نہیں کرسکتے ؟ (جنگ لندن یکم مئی ۹۴ء)

ہفت روزہ ٹائم انٹرنیشنل نے اپنی تازہ اشاعت میں موصوف کا یہ بیان پھر نقل کیا ہے کہ

WE WILL SET UP AN ISLAMIC COMMAN MARKET, AN ISLAMIC U.N., A WORLD ISLAMIC UNION, AND INTRODUCE AN ISLAMIC DINAR .... THE TURKISH LIRA IS DEAD (TIME, JULY 22 1996)

جناب اربکان کے یہ بیانات یورپ اور امریکہ کے حکمرانوں سے مخفی نہیں - وہ ترکی کے بدلتے حالات پر گہری نظر رکھے ہوئے ہیں اور ترکی کو سیاسی اور اقتصادی طور محکوم بنانے کیلئے مختلف حربے اختیار کیے گئے ہیں گو کہ ملک کے وزیر اعظم اسلام پسند ہیں اور انہیں چند ووٹوں کی وجہ سے یہ مقام بھی ملا ہے تاہم ملک کے نہایت اہم عہدے (امور داخلہ - امور خارجہ - دفاع - اقتصادی امور - تعلیم وغیرہ)نائب وزیر اعظم اور سیکولر ازم کی دعویدار تانسو چلر کے قبضے میں ہیں پھر فوج کی اعلیٰ کمان نے بھی اس مخلوط حکومت کو خبردار کررکھا ہے کہ وہ ترکی کے سیکولر آئین سے کھیلنے کی کوشش نہ کرے اور کسی قسم کی ایسی تبدیلی نہ لائے جس سے اسکے سیکولر آئین پر حرف آتا ہو - جس کا مطلب یہ ہے کہ جناب اربکان وزیر اعظم ہونے کے باوجود وہ کچھ نہیں کرسکتے جو وہ کرنا چاہتے ہیں اور جس کا کھلا اظہار وہ مختلف موقعوں پر کرچکے ہیں - اس مخلوط حکومت پر داخلی اور خارجی گرفت کچھ اس قدر مضبوط معلوم ہوتی ہے کہ جناب اربکان کو وزارت عظمی کے منصب پر فائز ہونے کے بعد یہ کہنا پڑا کہ وہ سیکولر آئین کی پابندی کریں گے مغرب سے تعلقات کی مخالفت نہیں کریں گے اور تمام بین الاقوامی معاہدوں کے بھی پابند رہیں گے

A POPULIST WHO HAS WAITED 30 YEAR FOR POWER, ERBAKAN IMMEDIATELY BACKED AWAY FROM HIS ISLAMIC HYPERBOLE. RETRACTING HIS DENUNCIATIONS OF NATO, THE E.U. AND THE CUSTOMS UNION, HE VOWED THAT HIS GOVERNMENT WOULD SEEK CLOSE TISE WITH THE WEST AND RESPECT ALL PRIOR INTERNATIONAL AGREEMENTS. (TIME 22/7/96)

اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ موصوف کو داخلی اور خارجی طور پر کن کن مشکلات کا سامنا ہے

اور انہیں کس قدر پھونک پھونک کر قدم اٹھانا پڑتا ہے ۔ ترکی کے ایک اخبار زمان نے لکھا ہے کہ ان حالات میں وزیر اعظم اربکان کو نہایت احتیاط سے قدم اٹھانا ہوگا اور انہیں یہ ثابت کرنا ہوگا کہ وہ ترکی کے آئین کا احترام کرتے ہیں اور اسکے پابند ہیں تاکہ آئندہ انتخابات میں انہیں اور انکی جماعت کو کامیابی مل سکے اور انہیں کسی دوسری سیاسی پارٹی سے مصالحت کی ضرورت نہ رہے اور پھر وہ بلاشرکت غیرے اپنی خواہشات کو عملی جامہ پہنا سکیں ۔

اخبارات سے پتہ چلتا ہے کہ اس وقت ترکی کی اقتصادی حالت کافی کمزور ہے امریکہ اور یورپ کی امداد اور انکے دباؤ نے ملک کو خاصا جکڑ رکھا ہے اور یورپین یونین میں شامل ہونے کی وجہ سے بہت سی آزمائشوں سے گذرنا پڑرہا ہے ۔ ان حالات میں اگر وزیر اعظم اربکان اپنی خواہشات کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کریں تو خطرہ ہے کہ یہ قوتیں انکے راستے میں طرح طرح کی رکاوٹیں کھڑی کردیں اور انہیں پہلے ہی مرحلے میں ناکام بنائیں ۔ ممکن ہے کہ جناب اربکان نے اسی خطرے کے پیش نظر اپنی خواہشات کو عملی جامہ پہنانے کے منصوبے کو موخر کیا ہو تاہم ہماری ان سے یہ درخواست ضرور ہے کہ وہ اپنے اصولوں اور اسلامی افکار کے پرچار میں کسی قسم کی کوئی کوتاہی نہ کریں اور اپنی ممکن حد تک ترکی کو اسلامی ڈھانچے میں ڈھالنے کیلئے اپنی کوششیں جاری رکھیں انشاء اللہ العزیز معاشرے پر اسکے اثرات ضرور پڑیں گے ۔ سیکولرازم اور مغربیت کا بت آج نہیں تو کل ضرور پاش پاش ہوگا ۔ ملک کے عوام میں اسلام سے وابستگی کے رجحان میں ضرور پیش رفت ہوگی پھر وہ وقت دور نہ ہوگا جب ترکی اپنی عظمت رفتہ واپس بحال کرلے گا

عالم اسلام کے حکمرانوں اور دانشوروں کو بھی چاہئے کہ وہ ترکی کے اس نازک حالات میں جناب اربکان کو اپنی حمایت کا یقین دلائیں اور ترکی میں اسلامی بیداری کے جو آثار نظر آرہے ہیں انہیں غنیمت سمجھ کر انکی قدر کریں ۔ ترکی جو جاگ رہا ہے اسے جگانے میں اور دلچسپی کا مظاہرہ کریں اور اسلامی تاریخ کے حامل ملک اور اسکے شہروں میں اسلامی اقدار سے محبت اور اس سے وابستگی کا جذبہ بیدار کرنے میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑیں ۔ اللہ نے چاہا تو آپ کی یہ تھوڑی سی محنت نہ صرف ترکی کے موجودہ حالات پر اثر انداز ہوگی بلکہ آس پاس کے ممالک بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہیں گے ۔ جس طرح کسی وقت استنبول کا نام شہر مساجد تھا وقت آئے کہ پھر عالم اسلام مل کر یہاں اللہ کی حضور سجدہ ریز ہوجائیں ۔

--- نہیں ہے ناامید اقبال اپنی کشت ویراں سے --- ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

وما علینا الا البلاغ المبین ۲۳ جولائی ۹۶ء)